رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۰

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک ۔ سات روپے

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۱۰-۱ اگست سنہ ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۲ ذیقعد سنہ ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۱۲

مدینۃ المسیح

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب دو تین روز کے لیے یہاں آئے تھے۔ اب پھر لاہور ہی واپس چلے گئے ہیں۔

۷۔ اگست زیر انتظام سکرٹری صاحب "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" مسجد مبارک میں قرضہ جنگ اور فوجی بھرتی کے لیے جلسہ ہوا۔ جس میں اول سکرٹری صاحب نے اور پھر شیخ یعقوب علی صاحب نے نہایت عمدگی سے ضروریات جنگ کی تشریح کرتے ہوئے جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے کم از کم دو ہزار روپیہ کے کیش سرٹیفکٹ خریدنے اور انڈین ڈیفنس فورس میں بھرتی ہونیکی تحریک کی جسپر ہر ایک حیثیت کے اصحاب نے قرضہ جنگ میں حصہ لینے کے لئے نام لکھوائے اور چند ایک اصحاب نے اپنے آپ کو انڈین ڈیفنس فورس میں جانے

شرائط بیعت سلسلہ احمدیہ

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کر لیوے۔ کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالی کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے۔ نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر و بلا میں اللہ تعالے کے ساتھ وفاداری کریگا بہرحالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منھ نہ پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت

بلی اپنے اوپر قبول کریگا۔ اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی و عاجزی و خوش خلقی اور حلیمی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیاوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

اخبار احمدیہ

گورنمنٹ کی فتحیابی کیلئے دعائیہ جلسہ

تاریخ ۴۔ اگست ۱۹۱۸ء جو کہ جنگ کی چوتھی سالگرہ کا دن تھا۔

قادیان میں تین دفعہ دعا مانگی گئی۔

۱۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سٹاف اور طلباء نے جلسہ کیا۔ جس میں تقریریں ہوئیں اور دعا مانگی گئی۔ دوسرے مدرسہ احمدیہ میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔ تیسرے احمدیہ پبلک بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئی۔ جہاں پہلے تو جناب مولنا سید محمد سرور شاہ صاحب امیر جماعت قادیان نے قرآن شریف کی چند آیات کا درس دیا۔ اور پھر گورنمنٹ کے متعلق ایک تقریر کی۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"کون نہیں جانتا۔ گورنمنٹ برطانیہ مذہباً عیسائی ہے۔ باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے زیر سایہ رہکر مذہب عیسوی کی جس زور شور سے تردید فرمائی وہ سب جانتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستہ میں حکومت کی طرف سے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں پیدا کی گئی۔ بلکہ آپ نے کامل آزادی کے ساتھ ان دلائل حقہ کو پیش کیا۔ جن کے سامنے مذہب عیسوی ایک منٹ کے لئے نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان کہلانے والی سلطنتوں کو دیکھتے ہیں کہ انھوں نے آپ کے کام میں کس قدر رکاوٹ پیدا کی وہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ قریب ہی جو مسلمانوں کی سلطنت ہے اس نے احمدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہمارے دو نہایت قیمتی وجودوں کو محض اس جرم میں کہ ان کے پاس حضرت مسیح موعود کی کتب تھیں اور وہ آپکے مرید ہو گئے تھے قتل کروا ڈالا۔ دیکھو جس مذہب کے خلاف ہم جدوجہد کرتے ہیں۔ اس کے حکمرانوں کی طرف سے تو مذہبی آزادی کا یہ عالم کہ مذہب کے بارے میں ایک ذرہ بھر رکاوٹ نہیں ڈالتے۔ لیکن مسلمان کہلانے والی حکومتوں کا یہ سلوک حالانکہ مذہب کے لحاظ سے جس طرح یہود کی نسبت عیسائی ہمارے قریب ہیں۔ اسی طرح مسلمان عیسائیوں کی نسبت ہم سے زیادہ قریب ہیں۔ عیسائیوں کو جو قرآن کریم میں مسلمانوں سے زیادہ قریب کہا گیا ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے قائل نہیں۔ اور عیسائی قائل ہیں۔ اور یہی وجہ مسلمانوں کے عیسائیوں کی نسبت ہمارے زیادہ قریب ہونے کی ہے۔ کہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل ہیں۔ اور عیسائی آپ کی نبوت کے قائل نہیں۔ مگر سلوک کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے۔ تو مسلمان کہلانے والی سلطنتوں میں اس آرام و آزادی کا عشر عشیر بھی نہیں۔ جو عیسائیوں کی سلطنت میں ہمیں حاصل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ عیسائی سمجھ کر برائی کو ترک کرنے اور نیکی کو قبول کرنے میں جرأت سے کام لیتے ہیں۔ اس کی تصدیق ہم یوں پاتے ہیں۔ کہ انھیں کی طرف سے ہمیں کامل آزادی دیگئی ہے اور یہ لوگ ہر طرح مدد کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی اپنی طاقت کے مطابق ان کی امداد کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود نے گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنی کتابوں میں اس صراحت سے لکھا ہے۔ کہ میں اس کا ہزارواں اور لاکھواں حصہ بھی نہیں بیان کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود کو خدا کی طرف سے علم دیا گیا تھا۔ اور اس علم کی بنا پر حضور نے دعائیں لکھ کر شائع کر دی تھیں شاید اس وقت ہوں یا نہوں اس لئے ابھی سے دعا کرتا ہوں وہ دعائیں کیا ہیں۔ وہ بھی اپنے اندر عجیب شان رکھتی ہیں ایک دعا تو یہ ہے کہ اے خدا جس طرح انگریزوں کے چہرے سفید ہیں اسی طرح ان کے عقائد کو بھی درست کر دے۔

دوسری دعا یہ کہ خدایا ان کو اپنے دشمنوں پر فتح دے یہ دعائیں سچے دل سے نکلی ہوئی ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خط میں لکھا ہے۔ اور جو شائع بھی ہو چکا ہے کہ اس سلطنت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے اور اس کے نقصان سے ہمیں بھی صدمہ پہنچ سکتا ہے۔ بالکل درست ہے۔ چنانچہ جہاں سرکار انگریزی پہنچی ہے۔ وہیں ہمارے لئے تبلیغ کا راستہ بھی کھلتا جاتا ہے۔ اور وہ علاقے جن میں ہمارے آدمی نہیں جا سکتے تھے۔ اب سرکار انگریزی کے وہاں جانے سے پہنچ گئے ہیں۔ اور تبلیغ میں مصروف ہیں

پس اس حکومت کے ہم پر بیحد احسانات ہیں اور محسن کا شکریہ ادا کرنا مومن کا فرض ہے۔ اور چونکہ آج کا دن وہ دن ہے۔ جو حکومت نے اس لئے رکھا ہے۔ کہ ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنی اپنی جگہ پر سرکار انگریزی کی فتحیابی کے لئے دعا کریں۔ اس لئے میں دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ اگرچہ میں کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرتا۔ لیکن یہ ضرور کہتا ہوں کہ بہت سے ہونگے جو آج دعا کریں گے مگر ظاہری ہی سے۔ لیکن ہم جو سرکار کی فتح کے لئے دعا کرتے ہیں وہ اس لئے کرتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا پختہ یقین ہے کہ اس سلطنت کی فتح کے بہت اچھے نتائج نکلیں گے۔ اس لئے ہم صفائی دل سے دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمارے محسنوں کو فتح دے اور ہم یہ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے ہماری بہتری کے لئے ہو رہا ہے۔ اب میں دعا کرتا ہوں اور احباب آمین کہیں کہ خداوند کریم سرکار انگریزی کو کامل فتح دے کر آمین۔ اس کے بعد دعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۰- اگست ۱۹۱۸ء

"ستیارتھ پرکاش" کی غیر وفادارانہ تعلیم اور اسکی نامعقول تاویلات

ہم نے پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج کی تصنیف کردہ کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے متعلق یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اس میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کی سخت دل آزاری کی گئی ہے۔ جو پرزور مضامین لکھے ہیں۔ ان کے جواب میں تو کسی آریہ اخبار کو ایک لفظ تک لکھنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ لیکن "ستیارتھ پرکاش" کی جس غیر وفادارانہ اور غدارانہ تعلیم پر ہم نے روشنی ڈالی ہے۔ اس کا جواب دینے اور پیش کردہ حوالوں کی نامعقول تاویلات کرنے کی صرف ایک آریہ اخبار "آریہ پترکا" نے کوشش کی ہے۔ مگر وہ عجب سراسیمگی ظاہر کر رہا ہے۔ اپنی ۱۲- جولائی کی اشاعت میں ایک مضمون لکھنے کے بعد اس نے اعلان کر دیا تھا کہ

"چونکہ الفضل۔ اور اس کے بھائیوں نے وہی پرانا اور بوسیدہ حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ جو کہ محض ناکارہ ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا اس کے لئے ڈیفنس پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔"

لیکن باوجود اس اعلان کے ۲۰- جولائی کے اخبار میں۔ پھر اسے ڈیفنس کی ضرورت پیش آگئی۔ اور اس نے "ستیارتھ پرکاش" کی غیر وفادارانہ تعلیم کے جواب میں دوسرا مضمون شائع کیا۔ اس پہلے اور اس پچھلے مضمون میں ہمارے مضامین کے جواب میں جو نامعقول عذرات تراشے گئے ہیں۔ اور ہمارے پیش کردہ حوالوں کی تشریح کرنے میں جو پیچ و تاب کھائے گئے ہیں۔ ان کا ذکر کرنے سے قبل ہم "آریہ پترکا" سے اس حواس باختگی اور سراسیمگی کے باعث اظہار ہمدردی کرنا چاہتے ہیں۔ جو اسے ہمارے مضامین سے لاحق ہو رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ "ستیارتھ پرکاش" کے وہ حوالے جنہیں ہم نے غیر وفادارانہ تعلیم کے ثبوت میں پیش کیا ہے کوئی معمولی حوالے نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ متعدد آریہ اخباروں میں سے صرف "آریہ پترکا" کو اور وہ بھی بہ تقاضائے عمر جو کہ چند ماہ سے زیادہ نہیں۔ اپنی ناتجربہ کاری کے باعث جواب دینے کی جرأت ہوئی ہے۔ لیکن اسے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ تسلی اور اطمینان سے ہمارے مضامین دیکھے۔ اور ٹھنڈے دل سے ان پر تدبر کرے۔ پھر اگر اس سے کوئی معقول جواب بن پڑے تو دے۔ ورنہ جہاں اس کے دوسرے ساتھیوں نے خاموشی اختیار کرنا ہی مناسب سمجھا ہے۔ وہاں وہ بھی دم بخود ہو کر رہ جائے کیا ضرورت ہے۔ کہ ع

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کی تصدیق کرنے کے علاوہ اپنی حواس باختگی کا بھی ثبوت دے۔

یہ مشورہ ہم نے اس ہمدردی کے تقاضا سے دیا ہے۔ جو کسی مخبوط الحواس کو دیکھ کر ایک شریف انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

امید ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائیگا۔

اب ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ ہم نے "ستیارتھ پرکاش" میں غیر وفادارانہ تعلیم کو ثابت کرنے کے لئے ۹- جولائی کے "الفضل" میں جو مضمون لکھا تھا۔ اس میں یہ حوالہ پیش کیا تھا کہ

"جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنے والے۔ شرابخور حکمراں ہوئے ہیں۔ تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔"

ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم ص ۲۵۲ و ۲۵۳

ان الفاظ کا صاف مطلب ہے۔ کہ جب سے انگریز ہندوستان پر حکمراں ہوئے ہیں۔ تب سے صرف آریوں کا نہ کہ تمام اہل ہند کا دکھ بڑھتا جاتا ہے۔ اسی مفہوم کو ہم نے نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کرتے ہوئے ثابت کیا تھا۔ کہ یہ گورنمنٹ کے خلاف سخت نفرت اور حقارت پھیلانے والے اور آریوں کو اس سے بدظن کرنے والے الفاظ ہیں۔ اس کے متعلق "آریہ پترکا" لکھتا ہے۔ کہ

"ہم ایڈیٹر صاحب الفضل کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اس فقرے سے یہ ثابت کرے کہ اس میں جو گائے وغیرہ مارنے والے اور شرابخور حکمرانوں کا اشارہ کیا گیا ہے وہ برٹش گورنمنٹ کی طرف ہے۔ اور اس میں جس دکھ بڑھنے کا اشارہ ہے۔ وہ کسی ظلم کی وجہ سے ہے۔ اور دودھ دہی وغیرہ کی تکلیف سے مراد نہیں۔ اور ساتھ ہی آریوں کا مطلب آریہ سماجی ہے۔ ہندوستانی نہیں۔"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم "ستیارتھ پرکاش" کے مذکورہ بالا حوالہ سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ اس میں "غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنے والے شرابخور" سے مراد انگریز ہیں تو پھر "آریہ پترکا" کو یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں رہیگا۔ کہ اس فقرہ میں یقیناً برٹش گورنمنٹ

کے متعلق غیر وفادارانہ اور غدارانہ تعلیم دیگئی ہے۔ اور یہ بات ثابت کر دینے کے بعد پھر اس کی ضرورت ہی نہیں رہجاتی۔ کہ اس فقرہ میں جس دکھ کے بڑھنے کا اشارہ ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ کیونکہ دکھ اور تکلیف کی وجہ خواہ کوئی ہو۔ جب وہ کہتے ہیں تو اس کا کیا مطلب کہ دودھ دہی کی وجہ سے ہے یا کسی اور وجہ سے۔ تاہم ہم ثابت کریں گے کہ یہ دودھ دہی کا دکھ بھی آریوں کے نزدیک ظلم ہی ہے

باقی رہی تیسری بات کہ "آریوں کا مطلب آریہ سماجی ہے ہندوستانی نہیں" یہ بھی ایک لغو مطالبہ ہے۔ کیونکہ اگر یہ مان بھی لیا جاسکے کہ آریوں سے مراد آریہ سماجی نہیں۔ بلکہ تمام ہندوستانی ہیں۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کے زیر بحث حوالہ میں غیر وفادارانہ تعلیم نہیں دیگئی۔ بلکہ اس سے اس خطرناک تعلیم کا حلقہ اور زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ لیکن ہمیں اس مطالبہ کے پورا کرنے میں بھی کوئی عذر نہیں۔

پس ہم "آریہ پتر کا" کے چیلنج کو منظور کرتے ہوئے۔ ذیل میں اس کے مطالبات کا ترتیب وار جواب دیتے ہیں۔

پہلا مطالبہ یہ ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کے اس حوالہ میں "جو گائے وغیرہ مارنے والے اور شرابخور حکمرانوں کا اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ برٹش گورنمنٹ ہے"۔ اس کا ثبوت دینے کے لئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ "ستیارتھ پرکاش" کے اسی حوالہ کو پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

"جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنے والے شرابخور حکمراں ہوئے ہیں۔ تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے"

یہ الفاظ بالکل صاف اور واضح ہیں۔ اور پکار پکار کر بتلا رہے ہیں۔ کہ موجودہ حکومت کے متعلق ہی ہیں۔ چنانچہ ان میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ گائے کو مارنے والے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ شرابخور ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس وقت ہندوستان پر وہ کون حکمراں ہیں جن کی طرف یہ باتیں منسوب کی جاسکتی ہیں۔ اور جو مذہبی طور پر گائے کے مارنے اور شراب کے پینے کو جائز اور روا سمجھتے ہیں۔ صاف بات ہے۔ کہ یہ انگریز ہی ہیں۔ اگرچہ انگریزوں سے پہلے مسلمان ہندوستان پر حکمراں رہے ہیں۔ جن کے زمانہ میں گائے کو ذبح کر کے کھانے کی عام اجازت تھی لیکن انہیں شرابخور نہیں کہا جاسکتا کیونکہ مسلمان مذہبی طور پر شراب کو قطعی حرام سمجھتے ہیں۔ اور اس کے پینے والے کو سخت گناہ گار۔ پس یہ دونوں باتیں مذہبی اور قومی طور پر انگریزوں میں ہی پائی جاتی ہیں۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ ستیارتھ پرکاش کے زیر بحث حوالہ میں۔ انہیں کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات ایک اور طریق سے بھی ثابت ہے اور وہ اس طرح کہ "ستیارتھ پرکاش" کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ "جب سے غیر ملک کے گوشتخور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنے والے شرابخور حکمراں ہوئے ہیں۔ تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے"۔ اب اگر "گائے وغیرہ کے مارنے والے شرابخور" کے فقرہ میں زبردستی مسلمان حکمرانوں کو داخل بھی کر لیا جائے۔ تو بھی برٹش حکام مستثنیٰ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ "برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے"۔ یہ نہیں کہ مسلمان حکمرانوں کے وقت بڑھا تھا۔ اور برٹش گورنمنٹ کے عہد میں گھٹ گیا ہے۔ یا گھٹ رہا ہے بلکہ یہ لکھا ہے۔ کہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔

اب "آریہ پترکا" ہی بتلائے۔ کہ اس کے نزدیک۔ "آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے"۔ کا کیا مطلب ہے کیا یہ کسی گذشتہ زمانہ کی بات ہے۔ یا حال کی۔ اگر حال کی ہے۔ اور یقیناً حال کی ہے۔ تو پھر اس کا موجب بھی وہی گورنمنٹ ہونی چاہیئے۔ جو حال میں آریوں پر حکمران ہے۔ اور جس کا نام "برٹش گورنمنٹ" ہے۔ پس ثابت ہو گیا۔ کہ اس حوالہ میں جو گائے وغیرہ مارنے والے اور شرابخور حکمرانوں کا اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ برٹش گورنمنٹ کی طرف ہے"

اب رہی دوسری بات کہ اس حوالہ میں جس دکھ بڑھنے کا اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ کسی ظلم کی وجہ سے ہے۔ یا یونہی اس کے متعلق ہمارا اتنا ثابت کر دینا کافی ہوگا۔ کہ جس بات کو اس دکھ کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ وہ پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک ظلم ہے۔ نہ یہ کہ واقعہ میں بھی وہ ظلم ہے۔ اب دیکھئے پنڈت صاحب مصرف دودھ دہی دینے والے جانوروں کے مارنے والوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں:-

"ان جانوروں کو مارنے والوں کو سب انسانوں کی ہتھیا کرنیوالا ازفانل سمجھے گا"
ستیارتھ صـ ۳۵۲

ان الفاظ سے معلوم ہو گیا۔ کہ پنڈت صاحب کے نزدیک ان سے بڑھ کر ظالم اور جفا کار اور کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ گوشت خور حکمرانوں کا گائے وغیرہ جانوروں کے مارنے کی وجہ سے دودھ دہی کی تکلیف کا باعث بننا آریوں کے نزدیک ظلم کرنا ہے۔ اور اسی لئے پنڈت دیانند صاحب نے کہا ہے۔ کہ "جب سے غیر ملک کے گوشتخور لوگ اس ملک میں آکر گائے وغیرہ کے مارنے والے شرابخور حکمراں ہوئے ہیں۔ تب سے برابر آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے"۔

اب ان دونوں باتوں کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ اس حوالے میں غیر ملک والے حکمرانوں سے مراد برٹش گورنمنٹ ہے۔ اور جس دکھ کے بڑھنے کی شکایت کی گئی ہے وہ ظلم کی وجہ سے ہی ہے۔ نہ کہ کسی شفقت اور رحم کی وجہ سے۔ تو یہ باقی رہگیا کہ اس میں۔ جن آریوں کے دکھ کے بڑھنے کا ذکر ہے ان سے کون لوگ مراد ہیں۔ آیا صرف آریہ سماجی یا تمام وہ لوگ جو ہندوستان میں رہتے۔ اور

ہندوستانی کہلاتے ہیں۔ آریہ پترکا" کا دعویٰ ہے کہ اس فقرہ میں آریوں سے مراد ہندوستانی ہیں لیکن ہم اس کے خلاف ہیں۔ اب فیصلہ اسی شخص پر چھوڑتے ہیں۔ جس کے قلم سے یہ فقرہ نکلا ہے۔ اگر تو اس نے اپنی تمام کتاب میں کسی جگہ آریہ سماجیوں کے علاوہ دوسروں کو بھی آریہ لکھا یا آریوں میں شامل کیا ہے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہاں بھی آریوں سے مراد ہندوستانی ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو یہ بات ہرگز نہیں کہی جا سکتی۔ جہانتک ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کا مطالعہ کیا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ کسی جگہ بھی آریوں سے مراد ہندوستانی لئے گئے ہیں۔ اگر "آریہ پترکا" کو معلوم ہو تو پیش کرے۔ برخلاف اس کے اس امر کے بیسیوں ثبوت موجود ہیں۔ کہ آریہ صرف آریہ سماجیوں کو ہی کہا گیا ہے۔

مثلاً ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم کے صفحہ ۵۰۰ پر لکھا ہے۔ کہ

"عیسائی مسلمان وغیرہ غیر مذاہب والوں کو آریہ یعنی ویدک دھرمی بنانا چاہیئے"

ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" غور کر کے بتائیں کہ اگر آریہ سے مراد ہندوستانی ہیں۔ تو پھر عیسائی مسلمان وغیرہ غیر مذاہب کو آریہ بنانے کے کیا معنی کیا ہر ایک وہ شخص جس کا وطن ہندوستان ہے خواہ اس کا کوئی مذہب ہو۔ وہ ہندوستانی نہیں ہے۔ اگر ہے۔ تو پھر ہندوستانی کو "آریہ" یا بقول "آریہ پترکا" "ہندوستانی" کو "ہندوستانی" بنانے کا کیا مطلب"

پھر ایک اور حوالہ دیکھئے۔ پنڈت دیانند صاحب آریہ سماجیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھانے پینے کی تلقین کرتے ہوئے غیر آریہ سماجیوں کے ہاتھ کا کھانا کھانے کی برائی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ

"مسلمان وعیسائی وغیرہ شراب و گوشت کھانے والوں کے ہاتھ کے کھانے میں آریوں کو بھی شراب اور گوشت وغیرہ کھانے پینے کا عیب پیچھے لگ جاتا ہے۔ لیکن آپس میں آریوں کا ایک کھانا ہونے میں کوئی بھی عیب نہیں دکھلائی دیتا"

ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم صفحہ ۳۴۵

یہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کے نزدیک ہر ایک "ہندوستانی" "آریہ" نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف آریہ سماجیوں کو ہی آریہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کو دیگر اہل ہند سے بالکل علیحدہ رکھ کر "آریوں" کے لفظ سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے ایسے حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ سے مراد آریہ سماجی ہی ہیں۔ نہ کہ ہندوستانی۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ زیر بحث حوالہ میں بھی آریوں سے مراد آریہ سماجی ہی ہیں۔ نہ کہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی جن کا وطن ہندوستان ہے۔

"آریہ پترکا" کو "آریوں" کے لفظ سے تمام "ہندوستانی" مراد لینے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس لئے کہ وہ یہ دکھانا چاہتا ہے۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے اس حوالہ میں جس دُکھ کے بڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ وہ کوئی ایسا نہیں ہے۔ جو صرف آریہ سماجیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ تمام اہل ہند کو پہنچ رہا ہے جس کی وجہ دودھ دہی کی کمیابی ہے۔ اور اس طرح پنڈت صاحب موصوف نے تمام اہل ہند سے ان کی اس تکلیف میں ہمدردی ظاہر کی ہے۔ نہ کہ صرف اپنے پیرووں کو مخاطب کر کے کسی قسم کی باغیانہ تعلیم دی ہے۔ لیکن "آریہ پترکا" کی یہ من گھڑت تشریح نہایت ہی نامعقول ہے۔ کیونکہ اگر دودھ دہی کی کمیابی کی وجہ سے پنڈت دیانند صاحب کو تمام ہندوستانیوں سے ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ دیگر ممالک کے لوگ جنہیں ہندوستانیوں سے بھی کئی گنا دودھ دہی کی تکلیف ہے۔ اس ہمدردی میں شامل نہ کئے گئے۔ اور ان کے دُکھ کے بڑھنے کا ذکر کیا گیا۔ اب یا تو "آریہ پترکا" یہ کہے کہ اس فقرہ میں "آریوں" سے مراد تمام دنیا کے وہ لوگ ہیں۔ جنہیں دودھ دہی کی تکلیف ہے۔ یا صرف آریہ سماجی ہی ہیں۔ ہر مذہب وملت کے لوگ اس میں شامل نہیں ہیں۔ کیا "آریہ پترکا" ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریگا۔

ہم نے "آریہ پترکا" کے تینوں مطالبات کا پورا پورا جواب دیدیا ہے۔ اور "ستیارتھ پرکاش" سے ہی اپنے مدعا کو ثابت کر دیا ہے۔ اب کیا ہم امید رکھیں۔ کہ وہ اس بات کا کھلے دل سے اعتراف کریگا۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کے زیر بحث حوالہ میں واقعی غیر وفادارانہ تعلیم دی گئی ہے۔

شدھی کی مشکلات حل کرنیکی ایک تجویز

غیر مذاہب کے لوگوں کو آریہ سماجی بنانے میں آریوں کو جو ناکامی اور نامرادی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے اسے مبدل بکامیابی کرنے کے لئے آگرہ کا ایک آریہ سماجی اخبار "آریہ مترا" ایک تجویز پیش کرتا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ

"اگر شدھی کی بیل کو بات پھول لگانے ہیں تو ان لوگوں کے ساتھ سب طرح کے رشتے ناطے کرنے کو تیار رہنا چاہیئے"

اس تجویز کی اہمیت کا اظہار عام مندرجہ ذیل الفاظ میں اعتراف کرتا ہے۔ کہ "اگر آریہ سماج ہر ایک مسلمان یا عیسائی وغیرہ کو شدھ کرنے کے بعد فوراً ان کے لئے بیٹی روٹی کا بندھن کھولنے کا ذمہ اٹھا لے تو ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ ہزاروں لاکھوں ایسے لوگ شدھی کے لئے تیار ہو کر آریہ سماج کو اس قدر بھر دیں گے کہ اس کی ترقی کا کہیں ٹھکانا نہ رہیگا"

لیکن ساتھ ہی اسے دو سوال بھی پیدا ہوئے ہیں جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ آیا آریہ سماج کے یہاں اتنی لڑکیاں ہیں۔ کہ جو ان کثیر التعداد شدہ شدہ لوگوں کو بہم پہنچائی جا دیں یا نہیں اور دوسرے یہ کہ جو لوگ لڑکیاں لینے کے

اہل پنجاب سے امداد جنگ کیلئے اپیل

مندرجہ ذیل مضمون خاکسار ایڈیٹر "الفضل" کی طرف سے روزانہ پیسہ اخبار کے اس جنگی نمبر میں شائع ہوا جو ۴۔ اگست ۱۹۱۸ء کو جنگ کی چوتھی سالگرہ کی تقریب پر خاص اہتمام کے ساتھ نکالا گیا ہے۔

ہر ایک سمجھدار انسان اس بات کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے قیام اور استحکام کے ساتھ ہی ہماری جان و مال عزت و آبرو آرام و آسائش وابستہ ہے۔ اگر خدانخواستہ گورنمنٹ کو کسی قسم کا نقصان پہنچے تو اس کا اثر اور نہایت خطرناک اثر یقیناً۔ ہر اس شخص کی ذات مال اور عزت تک پہنچیگا۔ جو گورنمنٹ برطانیہ کی رعایا کہلاتا۔ اور اس کے زیر سایہ بستا ہے۔ یہ ایک ایسی صاف اور واضح حقیقت ہے۔ کہ کوئی باہوش انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ جب اس بات کی صداقت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔ تو اس وقت جبکہ ہماری سرکار ایک بڑی جنگ میں مصروف ہے اور ایک خطرناک دشمن کا مقابلہ کر رہی ہے۔ ہر ایک فرد رعایا کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ جس طرح اور جس قدر بھی وہ اپنی سرکار کی مدد کر سکتا ہے۔ اس سے ذرہ بھر دریغ نہ کرے۔ اس فرض کو مدنظر رکھکر تمام ان تندرست اور طاقتور لوگوں کو جو ابھی تک بھرتی نہیں ہوئے۔ نیز تمام ان مالدار اور خوشحال اصحاب کو جنہوں نے تاحال دل کھول کر ضروریات جنگ کے لئے بطور قرض روپیہ نہیں دیا۔ غور کرنا۔ اور سوچنا چاہیئے۔ کہ انھوں نے اپنے فرض کو کہاں تک ادا کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت تک اہالیان پنجاب جس جوانمردی سے بھرتی ہوئے ہیں۔ اور جس فراخ حوصلگی سے انھوں نے قرضہ جنگ میں حصہ لیا ہے۔ وہ بہت کچھ قابل تعریف ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جو کچھ کیا گیا ہے۔ وہ فرض منصبی سے سبکدوش ہونے کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ ضرورت اس سے بہت زیادہ کی متقاضی ہے پس اے زندہ دلان پنجاب اپنے اس فرض کو پہچانو جو گورنمنٹ برطانیہ اور وفادار رعایا ہونے کی حیثیت سے تم پر عاید ہوتا ہے۔ اور اسے ادا کر کے دکھاؤ۔ اس بات کو خوب یاد رکھو کہ رعایا کے تمام افراد کو حکومت کے ساتھ اپنی عقیدت اور وفاداری کا عملی ثبوت دینے کا موقعہ روز میسر نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ شاذ ونادر ہی ہوتا ہے۔ لیکن آجکل ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ ہر ایک شخص کے لئے خواہ وہ کسی درجہ یا کسی حیثیت کا ہی کیوں نہ ہو اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دینے کا موقعہ ہے۔ مثلاً ہر ایک تندرست انسان بھرتی ہو کر کوئی نہ کوئی لڑائی سے تعلق رکھنے والا کام بخوبی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے نہ تو کسی خاص قدوقامت کی نہ کسی خاص ذات وقومیت کی اور نہ خاص طاقت وقوت کی شرط ہے۔ کیونکہ اس وقت بیشمار ایسے کاروبار نکل آئے ہیں جن میں ہر قسم اور ہر قدوقامت کے انسان کام کر سکتے ہیں یہ تو ان لوگوں کے لئے اپنی سرکار کی خدمت کرنے کا طریق ہے۔ جنہیں خدا تعالیٰ نے صحت اور تندرستی کی نعمت دے رکھی ہے۔ اور ساتھ ہی قوی اور مضبوط دل و جگر جوانمرد اور بہادر بھی بنایا ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کی صحت اچھی نہیں ہے۔ یا جو کسی اور جائز و معقول وجہ سے جسمانی طور پر جنگ میں کسی قسم کا حصہ لینے سے معذور ہیں۔ ان کے لئے ایک اور راستہ کھلا ہے۔ جو قرضہ جنگ کی صورت میں ہے۔ اور یہ بھی ایسا راستہ ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش رکھتا ہو۔ خواہ کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا کیوں نہ ہو۔ اس کے لئے اس پر چلنا ممکن ہے۔ کیونکہ سات روپیہ بارہ آنہ تک کی قلیل رقم بھی اس مد میں دیجا سکتی ہے۔ پس اس وقت جب کہ ایسا موقعہ حاصل ہے کہ قریباً ہر شخص اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دے سکتا ہے۔ تمام لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ اپنی سرکار کے لئے جان اور مال نثار کرنے والی رعایا ایسی ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو بھرتی ہونے کے قابل ہیں۔ مگر ابھی تک بھرتی نہیں ہوئے اور وہ جنگی قرضہ میں حصہ لے سکتے ہیں مگر تاحال انھوں نے نہیں لیا۔ یا اگر لیا ہے۔ تو اپنی حیثیت وعقیدت کے مطابق نہیں لیا۔ انھیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہماری سرکار کیوں جنگ کر رہی ہے۔ کیا اسے ملک گیری کا شوق ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر اس کا یہ مقصد ہوتا۔ تو لڑائی کی ابتدا اس کی طرف سے ہوتی۔ لیکن سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے الٹی میٹم (اعلان جنگ) نہیں دیا گیا۔ بلکہ جرمنی کی طرف سے دیا گیا۔ اور ہماری سرکار کو مجبوراً لڑائی میں شامل ہونا پڑا۔ پھر کیا اس نے سمندر پر اقتدار حاصل کرنے کے لئے لڑائی چھیڑی ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ تمام دنیا کی سلطنتوں پر یہ فضیلت اور تفوق اسکو پہلے سے ہی حاصل ہے جس کا ثبوت اب بھی مل رہا ہے کہ اس وقت تک جرمنی کو ہرگز یہ جرأت نہیں ہوسکتی۔ کہ برطانیہ کے جنگی بیڑے کے مقابلہ میں اپنے بیڑے کو لائے۔ بلکہ وہ رہزنوں کی طرح چھپ کر حملے کرنے میں ہی اپنی عزت سمجھتا ہے۔ پھر کیا گورنمنٹ انگلشیہ ظالم اور سفاک ہے۔ کہ اسے انسانوں کی تباہی اور ملکوں کی بربادی مرغوب خاطر ہے۔ اس لئے اس نے لڑائی چھیڑ رکھی ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ مذموم صفات اس سلطنت کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتیں۔ جس کا کام کمزوروں کی حمایت کرنا۔ اپنی رعایا کے آرام و آسائش کا حتی المقدور خیال رکھنا۔ اور غیر آباد ویران ملکوں کو آباد سرسبز کرنا ہو۔ بلکہ یہ ایسی سلطنت کا کام ہو سکتا ہے۔ جو بظاہر تو جنگ کے نام سے نفرت کرتی ہو لیکن در پردہ وہ اپنی تمام طاقت اور ہمت کے ساتھ ہلاکت آفریں سامانوں۔ اور

برباد کن ہتھیاروں میں مصروف ہو۔ اور یہ بات کون نہیں جانتا کہ جرمنی جو موجودہ جنگ کا بانی مبانی ہے اس کے متعلق ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اس کی طرف سے بہت مدت سے جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اور جب وہ پوری طرح تیار ہو گیا۔ تو اس نے لڑائی کا الٹی میٹم دیدیا۔ مگر دوسری طرف دیکھئے جس وقت جرمنی کی حکومت سے اعلان جنگ ہوا ہے۔ اس وقت اتحادی سلطنتیں لڑائی کے لئے بالکل تیار نہ تھیں۔ کیونکہ وہ جنگ و جدل کو پسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھتی تھیں اس لئے اس کے متعلق انھوں نے کوئی تیاری بھی نہ کی ہوئی تھی۔ اب ایک طرف جرمنی کی مدتوں کی تیاری کو رکھو اور دوسری طرف اتحادی سلطنتوں کی عین الٹی میٹم کے وقت عدم تیاری کو رکھو۔ تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ ظالم اور سفاک وہی سلطنت ہے جو در پردہ ظلم اور سفاکی کے سامان مہیا کرتی رہتی ہے پھر انسانوں کی ہلاکت اور ملکوں کی بربادی کے منظر دیکھنے کی شوقین وہی سلطنت ہے۔ جو سالہا سال سے ہلاکت اور بربادی کی تجویزیں سوچتی رہی ہے۔ پس گورنمنٹ برطانیہ کے جنگ میں شامل ہونے کی وجہ نہ ملک گیری کی آرزو ہے۔ نہ بحری اقتدار حاصل کرنے کی خواہش ہے۔ اور نہ انسانوں کی تباہی و بربادی کا شوق ہے۔ بلکہ اس کی وجہ اور ہی ہے۔ وہ یہ کہ جب جرمنی نے جس کے ظالم و سفاک ہونے میں کسی کو شک و شبہ نہیں رہگیا۔ ملک گیری کی حرص و ہوا میں پھنسکر اعلان جنگ کر دیا۔ اور چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کو تباہ و برباد کرنے لگ گیا۔ تو ہماری گورنمنٹ نے کمزوروں کی ہمدردی کے تقاضا اور اپنی رعایا کو اس کے پنجۂ ستم سے بچانے کی غرض سے مقابلہ میں ہتھیار اٹھانے ضروری سمجھے۔ کیونکہ اگر اس وقت ہماری سرکار ایسا نہ کرتی اور جرمنی کو کمزور سلطنتیں نگل جانے دیتی۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ برطانیہ کے مقبوضات پر بھی حملہ کرتی اور ان میں تباہی و بربادی کے بھیانک نظارے پیدا کر دیتی۔ مگر پیشتر اس کے کہ ایسا وقت آتا ہماری سرکار نے نہایت عقلمندی اور دور اندیشی سے دشمن کے بد ارادہ کو معلوم کر کے میدان فرانس میں ہی اسے روکنے اور شکست دینے کی کوشش کی اور تا حال کر رہی ہے پس جب گورنمنٹ برطانیہ نے رعایا کو دشمن کے پنجہ ستم سے بچانے اور اپنے ممالک کو اس کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لئے جنگ میں شرکت اختیار کی اور اسی مقصد اور مدعا کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں کر رہی ہے تو کیا ہر فرد رعایا کے لئے ضروری نہیں ہے۔ کہ گورنمنٹ کو اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق جو مدد دے سکتا ہے دے۔ بہت ضروری ہے کیونکہ گورنمنٹ برطانیہ کی کامیابی پر اس کی عزت اور آبرو کی بقا منحصر ہے۔ اور گورنمنٹ کی ناکامی اس کے لئے تباہی و بربادی مشکلات و مصائب کا موجب ہے۔ اس لئے لڑائی میں جان و مال سے مدد دینا اپنی حفاظت کا خود سامان کرنا ہے۔ جو ہر ایک صاحب آبرو اور باعزت انسان کے لئے ضروری ہے۔

امید ہے کہ اہل پنجاب جنہیں خدا نے جوانمردی اور بہادری کے ساتھ ہی باغیرت دل بھی دیا ہے۔ وہ جنگ کی موجودہ حالت اور شدید خطرات کو مدنظر رکھ کر دشمن کے قلع قمع کرنے کے لئے گورنمنٹ کو ہر ممکن مدد دینے سے دریغ نہ کریں گے۔

بعض لوگ بھرتی ہونے سے اس خیال سے جی چراتے ہیں۔ کہ جنگ میں جان جانیکا خطرہ ہے اگرچہ اس خطرہ کو بے بنیاد نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر وہ شخص جو جنگ میں شریک ہوتا ہے۔ مارا جاتا ہے۔ بلکہ مرتا وہی ہے جس کی تقدیر میں میدان جنگ کی بہادرانہ موت لکھی ہوتی ہے۔ اور باقی بہت سے زندہ و صحیح سلامت جنگ سے لوٹ آتے ہیں۔ اور اپنی عمر نہایت آرام و آسائش سے بسر کرتے ہیں۔ لیکن میں ان لوگوں کو جن کا میدان جنگ میں کام آنا مان لیا جائے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر ایک طرف عزت و آبرو کی موت اور دوسری طرف ذلت و رسوائی کی زندگی ہو تو کیا کوئی باعزت اور شریف انسان پہلی بات کو دوسری پر ترجیح دیگا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ موت کو ہی قبول کریگا۔ پھر شرافت اور نجابت کا دعویٰ کرنے کے باوجود ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے کی کیا وجہ ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے۔ کہ بہت سے ایسے بہادروں اور جان نثاروں کی مثالیں اوراق تاریخ پر آب زر سے لکھی ہوئی موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنے بادشاہ اپنے ملک اپنی عزت اور اپنی آبرو کے مقابلہ میں موت کا پیالہ پینا نہایت آسان سمجھا۔ اور رہتی دنیا تک نیکنامی کے آسمان پر شہرت کے ستارے بن کر چمک رہے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کی مثالوں سے آگاہ ہیں تو کیوں ایسے ہی بننے کے لئے مردانہ وار میدان جنگ میں نہیں نکلتے۔ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کسی کڑے اور مشکل وقت میں دشمن کے مقابلہ میں نکلنے کے بجائے ذلت و بے آبروئی کی زندگی اختیار کرنا پسند کی۔ ایک نہ ایک دن موت تو ان کو بھی آنی تھی اور ضرور آئی۔ لیکن کیا ان کی موت اور اپنے ملک اور عزت کی خاطر میدان جنگ میں کام آنے والوں کی موت مساوی درجہ رکھتی ہے۔ اس کا جواب ہمیں تاریخی صفحات۔ یا قومی روایات میں ملیگا۔ پس وہ شخص جو اس خیال سے بھرتی ہونے سے ڈرتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ میں جنگ میں مارا جاؤں۔ اسے نہایت غور کے ساتھ یہ سننا چاہئے اور اس کے بعد اپنے لئے جو طریق مناسب ہو اسے اختیار کرنا چاہئے۔ مجھے امید ہے۔ کہ کوئی سمجھدار اور باغیرت انسان ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیگا۔ جنہوں نے ضرورت کے وقت اپنی حکومت اور سلطنت کے ساتھ حق رفاقت ادا نہیں کیا۔ بلکہ اس کی یہی کوشش ہوگی۔ کہ اپنے آپ کو نمک حلال اور جاں نثار بہادروں کے زمرہ میں شامل کرے۔ اور مقدور بھر گورنمنٹ کو امداد پہنچائے۔

پس اے پنجاب کے بہادرو! اٹھو۔ اور اٹھ کر اپنی بہادری اور جان نثاری کا ایسا ثبوت دو جیسا اس وقت تم سے تمہاری سرکار تمہارا ملک تمہاری عزت اور تمہاری آبرو مطالبہ کر رہی ہے۔

ستیارتھ پرکاش کے متعلق ہمارے مضامین اور آریہ سماجی حلقہ میں ان کا اثر

ہمارے ان مضامین کا جو ہم نے آریوں کی مایۂ ناز کتاب "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے متعلق لکھے ہیں جو اثر آریہ سماجی حلقہ میں ہوا ہے۔ اس کا اندازہ سکھوں کے اخبار "لائل گزٹ" کی اس رائے سے ہو سکتا ہے۔ جسے "مسافر آگرہ" نے آریوں کو شرم دلانے کے لئے اپنے تازہ پرچہ میں شائع کیا ہے۔ اور "آریہ گزٹ" نے بھی اسی مقصد کے لئے درج کیا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ:-

"تمام احمدی اخبارات "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے لئے دھواں دھار مضامین لکھ کر ایجی ٹیشن برپا کر رہے ہیں۔ جس احمدی اخبار کو دیکھو "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کے لئے بے قرار نظر آتا ہے بلکہ بعض اخبارات نے تو صفحوں کے صفحے "ستیارتھ پرکاش" کے خلاف لکھنے کے لئے وقف کر رکھے ہیں احمدی اخبارات اپنے تمام اندرونی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اس معاملہ میں متفق ہو گئے ہیں۔ اور کچھ سناتن دھرمی اخبارات بھی ان سے مل گئے ہیں۔ لطف یہ کہ اب کتاب "درثمین" کی ضبطی کا سوال جو اس جھگڑے کی بنیاد ہے۔ معرض بحث میں سے نکل گیا ہے **جسے آریہ پریس کی شکست کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے**"

یہ تو ایک غیر آریہ سماجی اخبار کی رائے ہے۔ اب آریوں کے ایک مشہور اخبار "پرکاش" کی رائے ملاحظہ ہو۔ جو "آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" کے سرپرستوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

"یاد رکھو۔ اگر دشمن پر وار کرنا چاہتے ہو۔ تو ایسی جگہ کرو۔ جہاں زخم کاری لگے۔ "درثمین" اگر ضبط بھی ہو جائے تو احمدی جماعت کا کیا بگڑتا ہے چند نظمیں ایک جگہ اکٹھی کر کے انہوں نے چھاپی ہوئی ہیں۔ وہ ان کے مذہب کا کوئی جز نہیں ہیں۔ جو نکتہ ہمارے آریہ سہیوگیوں نے نہ سمجھا تھا وہ احمدی صاحبان نے سمجھا۔ اور انہوں نے آریہ سماج کے دل پر زخم لگانے کی کوشش کی گو آریہ سماج کا دل اس قدر مضبوط ہو کہ اس پر کوئی [زخم] نہ لگ سکتا ہو۔ **لیکن یہ ماننا پڑیگا کہ احمدی اخبارات نے حملہ کا رخ پھیر دیا ہے** اور آریہ اخبارات کو بھی اس وقت ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ "ستیارتھ پرکاش" پر کئے حملوں کا جواب دیں۔ آریہ اخبارات **گئے تو تھے "درثمین" کو ضبط کرانے "ستیارتھ پرکاش" کو بحث کا مضمون بنا لائے**"

ان الفاظ میں "پرکاش" نے "درثمین" کے متعلق ہماری عقیدت اور تعلق کو جس طریق سے ظاہر کیا ہے اسے ہم اس کی عدم واقفیت یا تجاہل پر محمول کرتے ہوئے صرف یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے "ستیارتھ پرکاش" کی ضبطی کا سوال اٹھانے پر آریہ صاحبان کیسے حواس باختہ ہو رہے ہیں۔ اور انہیں ضرور ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ جن وجوہات کی بنا پر ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرنے کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے وہ ایسی وزنی اور بھاری ہیں۔ کہ جہاں ان کی کوئی معقول تاویل کرنے کی آریوں کے لئے گنجائش نہیں ہے وہاں اگر گورنمنٹ نے ان پر غور کیا۔ تو ضرور وہ "ستیارتھ پرکاش" کو ضبط کرنے کی ضرورت محسوس کرے گی۔ پس "پرکاش" کا اس خطرہ کو مد نظر رکھ کر "آریہ گزٹ" اور "آریہ پترکا" کو قابل ملامت قرار دینا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے لیکن اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تیر جو کمان سے نکل جائے اسے کسی صورت واپس نہیں لایا جا سکتا۔

اصلی آریہ سماج کونسی ہے

آریہ گزٹ اور پرکاش فیصلہ کر کے بتائیں

جب سے بعض آریہ سماجی اخبارات نے "درثمین" کے خلاف لکھنا شروع کیا ہے۔ اخبار "پرکاش" نے سوائے ایک آدھ دفعہ ادھر ادھر کی باتیں لکھنے اور ان کا مسکت جواب پا لینے کے بعد خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ جسے ہم اس کی متانت اور سنجیدگی کے علاوہ شرافت کی علامت سمجھتے تھے۔ لیکن افسوس کہ وہ آریہ اخبارات کے اس طعن و تشنیع اور لعنت و ملامت کے مقابلہ میں جو اسے "درثمین" کے خلاف نہ لکھنے کی وجہ سے کی جا رہی تھی قائم نہ رہ سکا اور آخر کار اسے بولنا ہی پڑا۔ لیکن فی الحال جو کچھ بولا ہے اس سے تمام آریہ اخبارات کی اس چیخ و پکار اور شور و شر پر پانی پھر گیا ہے۔ جو انہوں نے "درثمین" کے خلاف مچا رکھا ہے۔

اس وقت تک دیگر اخبارات تو اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ چونکہ "درثمین" نے ہمارے دلوں کو زخمی اور سینوں کو چھلنی کر رکھا ہے۔ اس لئے گورنمنٹ کو اسے ضبط کر لینا چاہیئے۔ ورنہ ہماری خیر نہیں۔ نیز یہی اخبارات بار بار لکھ رہے ہیں۔ کہ "درثمین" کی وجہ سے آریہ پبلک میں بڑا جوش پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ بڑی بیتابی۔ اور بے صبری سے اس کی ضبطی کا انتظار کر رہی ہے۔ اگر اس کے

انتظار کو پورا کیا گیا۔ تو نہ معلوم کیا اندھیر مچ جاتا۔ پھر اسی پر بس نہیں کی گئی۔ بلکہ "آریہ گزٹ" میں تو یہ تحریک بھی کر دی گئی ہے۔ کہ

"محض گورنمنٹ کے بھروسہ پر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ بلکہ ہمیں ہاتھ پاؤں بھی ہلانے چاہئیں۔"

ان سب باتوں سے ظاہر ہے۔ کہ آریہ اخبارات "درشٹین" کو اپنے لئے نہایت خطرناک اور نقصان رساں حتیٰ کہ آریہ سماج کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکنے والی سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں "پرکاش" لکھتا ہے کہ:

"ہم آریہ سماج کو اس قدر کمزور نہیں سمجھتے کہ گورنمنٹ سے درخواست کرے۔ کہ فلاں کتاب کو ضبط کر اس میں میری سلامتی ہے"۔ .... ایک "درشٹین" کیا ہزاروں "درشٹین" بھی آریہ سماج کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ آریہ سماج کو کیا ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ کے آگے سہائتا امداد کے لئے ہاتھ پسارے دوسرے سے سہائتا وہ مانگتا ہے۔ جو خود کمزور ہوتا ہے۔ آریہ سماج کمزور نہیں ہے۔ وہ اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے۔ آریہ سماج کی شان ہرگز ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ وہ کسی سے امداد کے لئے ملتجی ہو"۔

اب ایک ایسا شخص جو ایک طرف تو "آریہ گزٹ" وغیرہ کے اس قسم کے واویلا کو سنتا ہے۔ کہ

"آریہ پبلک اس "درشٹین" کی ضبطی کا اعلان پڑھنے دسننے کے لئے بڑی بے صبر ہو رہی ہے"۔

اور دوسری طرف "پرکاش" کے ان الفاظ کو پڑھتا ہے جنہیں ہم نے اوپر نقل کر دیا ہے۔ تو وہ یہ بات دریافت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ آیا پنڈت دیانند صاحب کی قائم کردہ آریہ سماج کے دو وجود ہیں۔ یا ایک۔ اگر دو ہیں۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایک کی وکالت "آریہ گزٹ" وغیرہ کرتے ہیں۔ اور دوسرے کی "پرکاش"۔ لیکن اگر دو نہیں۔ بلکہ ایک ہی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ "آریہ گزٹ" کو تو "درشٹین" کی وجہ سے اپنی آریہ سماج کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ گورنمنٹ سے اس کی ضبطی کی درخواست کرتا ہے۔ لیکن "پرکاش" کہتا ہے۔ کہ ایک "درشٹین" کیا ہزاروں "درشٹین" بھی آریہ سماج کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ اس لئے آریہ سماج کو کیا ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ سے امداد کی درخواست کرے۔

ان متضاد بیانات سے ظاہر ہے کہ "آریہ گزٹ" کی آریہ سماج تو کوئی اور ہے۔ اور "پرکاش" کی کوئی اور۔ لیکن چونکہ پنڈت دیانند صاحب نے ایک ہی آریہ سماج قائم کی ہے۔ نہ کہ دو۔ اس لئے ان میں کوئی ایک ہی ان کی قائم کردہ آریہ سماج کی وکالت کر سکتا ہے۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ ان میں سے کس کو اصلی آریہ سماج کا نمائندہ سمجھا جائے اور کس کو نقلی کا۔ "آریہ گزٹ" اور "پرکاش" آپس میں اس بات کا فیصلہ کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ ہمارے مدنظر اصلی آریہ سماج ہی رہے۔ اور اسی طرف سے اٹھائے ہوئے سوالات کے ہم جوابدہ ہوں۔

"پرکاش" نے تو ہمارے ان مضامین کی وجہ سے جن میں ہم نے "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم پیش کر کے گورنمنٹ کو اس کی ضبطی کی طرف توجہ دلائی ہے ان الفاظ میں آریہ اخبارات پر افسوس اور رنج کا اظہار کیا ہے۔ کہ "وہ گئے تو تھے درشٹین کو ضبط کرانے مگر ستیارتھ پرکاش کو بحث کا مضمون بنا لائے"۔ لیکن ہم کہیں گے۔ اور صاف طور پر کہیں گے کہ "پرکاش" نے بھی آریہ سماج کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا وہ بولا تو اس لئے تھا کہ "درشٹین" کی ضبطی کے شور و شر میں اس نے جو حصہ نہیں لیا اس کی وجہ بتلائے۔ لیکن اس نے آریہ سماج کے وجود کو ہی خطرہ میں ڈال دیا۔ کیونکہ اصلی آریہ سماج کا کھوج لگانا ہی مشکل ہو گیا ہے۔ پس ہم ایڈیٹر صاحب "پرکاش" سے گذارش کریں گے۔ کہ وہ سب سے پہلے "آریہ گزٹ" کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کرے کہ اصلی سماج اس کی پیش کردہ ہے۔ یا "آریہ گزٹ" کی اور پھر ہمارے مضامین کا جواب دینے کی کوشش کرے۔ یہی بات ہم "آریہ گزٹ" سے کہیں گے۔ جب تک اس بات کا فیصلہ نہ ہو لے اس وقت تک "آریہ گزٹ" کو "درشٹین" کے خلاف شور مچانے سے باز رہنا چاہیئے۔

احمدیہ مشن لنڈن

ایک معزز غیر احمدی کی نظر میں

ذیل میں اخبار "مشرق" گورکھپور سے ایک معزز غیر احمدی صاحب کا مضمون درج کیا جاتا ہے۔ جس میں احمدیہ مشن اور ہمارے مبلغین کے حالات کو بیان کیا گیا ہے یہ صاحب بیرسٹری کا امتحان دینے کے لئے لنڈن میں مقیم تھے۔ اور اب پاس ہو کر بخیر و عافیت ہندوستان پہنچ گئے ہیں۔ امید ہے حق پسند غیر احمدی اصحاب کے لئے ان کی رائے قابل وثوق ہو گی۔ (ایڈیٹر)

بخدمت ایڈیٹر صاحب مشرق گورکھپور۔ تسلیم۔ قادیان ضلع گورداسپور کے جو دو احمدی بزرگ انگلستان میں نہایت خلوص اور جوش کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ میں اس کا چشم دید شاہد ہونے کے سبب اس کا ذکر اہل اسلام کے سامنے کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ گذشتہ موسم سرما میں جب کہ ان میں سے ایک صاحب یعنی حضرت مفتی محمد صادق صاحب نواح انگلستان میں دورے پر تھے۔ اور لنڈن میں قاضی عبد اللہ صاحب اکیلے کام کر رہے تھے۔ مجھے اکثر

جمعہ کے دن اور بعض دوسرے دنوں میں بھی ان کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اور اس بات کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا کہ ایک جماعت معزز جنٹلمین اور لیڈیوں کی جن میں سے بعض ان بزرگوں کے ہاتھ پر قبول اسلام کئے ہوئے ہیں۔ اور بعض ہنوز تحقیق دین کر رہے ہیں جمع ہوتی ہے۔ قاضی صاحب بزبان انگریزی نہایت عمدگی سے خطبہ پڑھتے ہیں۔ اور نماز با جماعت ہوتی ہے حضرت مفتی صاحب کی واپسی لنڈن پر بھی میں وہاں گیا چنانچہ کل ہی کا واقعہ ہے۔ کہ میں اور ہمارے معزز دوست مسٹر احمد دین کار سوداگر لنڈن شام کے وقت اسٹار اسٹریٹ میں پہنچے۔ اول تو اس سڑک پر داخل ہوتے دل خوش ہو جاتا ہے۔ جب ایک مسلمان۔ لنڈن جیسے شہر کے ایک مرکزی مقام پر ایک پر رونق اور پُر فضا میدان کے کونے پر عربی حروف میں جلی قلم سے سر بازار لفظ المسجد اور کلمہ شہادت اور آیت شریف ان الدین عند اللّٰہ الاسلام لکھا ہوا دیکھتا ہے۔

سارے لنڈن میں جو کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے اور جس میں ہزاروں مسلمان بھی مقیم ہیں صرف یہی ایک مکان ہے۔ جس پر یہ کلمات نظر آتے ہیں۔ اور پھر صرف اسی مکان کے مکین حضرت مفتی صاحب ہیں۔ جو اپنے اسلامی عمامہ اور لباس کے ساتھ بے دریغ لنڈن میں پھرتے اور تبلیغ کرتے ہیں۔ غرض شام کے قریب ہم وہاں پہنچے۔ اور بھی لوگ جمع تھے۔ ایک خاصہ مجمع معززین کا ہو گیا۔ چھ بجے حضرت مفتی صاحب کا لیکچر شروع ہوا۔ مضمون اُن پیشگوئیوں کے متعلق تھا۔ جو جناب مرزا صاحب نے اس زمانہ میں تائید اسلام میں کی ہیں۔ اور ان کا ملک یورپ میں پورا ہونا اسلام کی سچائی کے واسطے اہل یورپ کے لئے ایک زبردست دلیل ہے۔ مفتی صاحب نے نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ اور مستحکم منطقی دلائل کے ساتھ جناب مرزا صاحب کے دعوےٰ مسیحیت و مہدویت کو ثابت کرتے ہوئے نہایت تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا۔ کہ یہی ایک سچا دین ہے جو اس زمانہ میں جناب مرزا صاحب نے الہامی تجربہ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور ساتھ ہی گورنمنٹ برطانیہ کی تابعداری اور وفاداری کے واسطے جو حکم جناب مرزا صاحب نے تاکیدی طور پر دیا ہے اس کا بھی ذکر کیا۔ لیکچر کے خاتمہ پر ایک پیر مرد مسٹر سکیڈ انلڈ جو ایک مشہور عالم اور ایک انگریزی اخبار کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے پیشگوئیوں کے متعلق ایک فلسفیانہ بحث اُٹھائی۔ کہ سائنسداں بھی پیشگوئی کر سکتے ہیں۔ مگر مفتی صاحب نے اور اُن کے بعد قاضی صاحب نے نہایت معقولیت کے ساتھ سائنس دانوں۔ اور انبیاء کی پیشگوئی میں ایک بین اور نمایاں فرق دکھلا کر اس کو قائل کیا۔ جس کا تمام ناظرین نے شکریہ ادا کیا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ مشن اس ملک میں بہت جلد ترقی کر کے ایک بڑا درخت بنیگا۔ حضرت مفتی صاحب کو مذہب عیسائی کے متعلق بہت وسیع معلومات حاصل ہیں۔ اور کوئی پادری ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ آئے دن اس کے نظارے لوگ دیکھتے ہیں۔ والسلام

سید حسن دہلوی بیرسٹرایٹ لا
از لنڈن نمبر ۷ پالمال اسٹریٹ

تار اور ڈاک کے محصول میں اضافہ

گورنمنٹ نے بھیجی پیغامات کی روز افزوں کثرت کی وجہ سے تار کا محصول جو بارہ الفاظ تار کے لئے کم از کم ۸ ؍ اور ہر مزید لفظ کے لئے ۱ ؍ فی لفظ ہے۔ بڑھا کر ۱۲ ۔ الفاظ کے لئے کم از کم ۱۲ ؍ اور ہر مزید لفظ کے لئے ۱ ؍ فی لفظ کر دیا ہے۔ اور ایکسپرس تار کی شرح جو بارہ الفاظ تک کے لئے کم از کم ایک روپیہ ہے ۱۲ ۔ الفاظ کے لئے ڈیڑھ روپیہ کر دیا ہے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان انگلستان اور دیگر مقبوضات برطانیہ میں جو خطوط [illegible]

انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی توجہ گرامی دربارہ امداد جنگ اوائل ہی سے اس طرف بہت کچھ منعطف رہی ہے۔ حضور نے اپنی تقریروں۔ تحریروں اور جماعت کے اجتماع کے موقعوں پر موثر خطبوں کے ذریعہ کوئی دقیقہ امداد جنگ کی تحریک میں اُٹھا نہیں رکھا۔ چنانچہ ایک سالانہ جلسہ کی تقریر میں بڑے زور سے فرمایا تھا کہ اگر خلافت کا بوجھ مانع نہ ہوتا۔ تو میں خود میدان جنگ میں چلا جاتا۔ جماعت احمدیہ کے افراد اور مختلف انجمنیں بھی اس قسم کی امداد اور تحریکات سے قاصر نہیں رہیں۔ سرکاری ملازموں نے اپنے اپنے محکموں میں اور شہر و دیہات کے باشندگان نے جو ملازم نہیں ہیں اپنے حلقوں کے اندر ہر قسم کے چندوں سے گورنمنٹ عالیہ کی مدد کرنا ہمیشہ اپنا فخر سمجھا ہے۔ لیکن یہ سب کارروائیاں آجتک متفرق اور غیر منتظم طور پر ہوتی رہیں۔ اس امر کی سخت ضرورت تھی کہ ایک سنٹرل کمیٹی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے سلسلہ کے صدر مقام قادیان میں قائم ہو کر جملہ کارروائی ایک نظام کے ماتحت کی جاوے۔ اور اس کا مکمل اور باضابطہ ریکارڈ محفوظ رہے۔ اس غرض کے لئے حضور نے ایک سنٹرل وار کمیٹی قادیان میں قائم فرمائی جس کی اطلاع حضور ہی کے الفاظ میں تمام جماعت کو اس سے پہلے بذریعہ اخبار دیجا چکی ہے۔ اس کمیٹی کے فرائض حسب ذیل ہونگے۔

اول اس وقت تک جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کی اس جنگ میں جو خدمات کی ہیں۔ کیا انفرادی حیثیت میں اور کیا اجتماعی رنگ میں ان کی مکمل لسٹ تیار کی جاوے۔

۱۔ کس قدر آدمی فوج میں بھرتی ہوئے ہیں۔
۲۔ دوسرے جنگی کاموں کے لئے گئے ہیں۔
۳۔ احمدیوں کے ذریعہ سے دوسرے لوگ کس قدر

بھرتی ہوئے ہیں۔

۴۔ چندہ کس قدر دیا ہے۔

۵۔ قرضہ کس قدر دیا ہے۔

۶۔ جنگی کمیٹیوں میں کون کون سے ممبر ہیں۔

۷۔ سوڈیفنس فورس میں کس قدر آدمی شامل ہیں۔

وغیرہ وغیرہ

دوم - ان خدمات کے صلے میں احمدیوں کی گورنمنٹ کی طرف سے کیا کیا قدر افزائی ہوئی۔ مثلاً سند۔ خطابات۔ انعامات وغیرہ

سوم - آئندہ کے لئے جماعت میں فوج میں بھرتی ہونے کی تحریک کرنی۔ اور اس کا ریکارڈ رکھنا

چہارم ڈیفنس فورس کے لئے تحریک کرنی

پنجم قرضہ کے لئے تحریک کرنی۔

ششم - امداد جنگ کے لئے تحریک کرنی

ہفتم - ایسا لٹریچر پھیلانا۔ جو لوگوں میں وفاداری کا جذبہ پیدا کرنے والا۔ اور خدمت گورنمنٹ کی تحریک کرنے والا ہو۔

ہشتم غیر احمدیوں میں بھی اس قسم کی خدمات کرنے کی تحریک کرنا۔ اور اس کے نتیجہ کا ریکارڈ رکھنا

سب انجمنوں کے پریزیڈنٹوں اور سکرٹریوں کی خدمت میں التماس ہے اور اشد التماس کے ساتھ التماس ہے۔ کہ وہ ضلع وار ایک شخص کو اس خدمت کے لئے مقرر کریں۔ جو گاؤں وار اپنے قائم مقام مقرر کرے۔ اور ہر ایک خدمت جو کوئی شخص کرتا ہے اس کے نام پر لکھ کر اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو دیں۔ اور ایک فہرست یہاں بھیجیں۔ تاکہ گورنمنٹ پنجاب کو بھیجی جاوے۔ اور دیگر حکام متعلقہ کو بھی۔ یہاں ریکارڈ رہے۔ اور اس امر کی ہدایت عام کی جاوے کہ جو کوئی کسی قسم کی خدمت کرے۔ اس کا ثبوت اپنے پاس رکھے مثلاً یہی نہیں کہ کسی کو فوج میں بھرتی ہونے کی تحریک کر کے چھوڑ دیں۔ بلکہ اگر وہ بھرتی ہونا چاہتا ہے۔ تو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ اس کو تحریک کرنے والا اپنے نام پر بھرتی کراوے۔ تاکہ وقت پر اس کا ثبوت دیا جا سکے۔ جیسے اطلاع دیا چکی ہے

کہ وار کمیٹی موسومہ بہ "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" ۲۲ - جولائی کو قائم ہو گئی ہے۔ اور اس کا ایک مستقل دفتر قائم ہو کر باقاعدہ کام شروع ہو گیا ہے۔ گورنمنٹ کے ساتھ ضروری معاملات کے متعلق خط و کتابت جاری ہے۔ آئندہ جو جو کارگذاری ہو گی۔ اس کا اعلان وقتاً فوقتاً بذریعہ اخبارات و پرائیویٹ خطوط ہوتا رہیگا۔

جملہ احباب سے توقع ہے۔ کہ فوراً کارروائی شروع کر کے سکرٹری وار کمیٹی یا انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کو ان امور کے جوابات سے مطلع فرماویں گے جن کی تفصیل شق اول کے ضمن میں کی گئی ہے۔ اس کام میں سپاہیانہ چستی اور باقاعدگی ظاہر فرمادیں اور جو خاص آدمی کسی انجمن نے اپنا قائم مقام تجویز کیا ہو اس کے نام اور پتہ وغیرہ سے بہت جلد مطلع فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

عبدالمغنی سکرٹری - انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ

قرضہ جنگ کی تائید میں میرا اشتہار اور اخبار پیغام صلح کی نیش زنی

از خاکسار قریشی - لاہور

حال ہی میں میرا ایک اشتہار جو قرضہ جنگ کی تائید میں شائع ہوا ہے۔ اخبار پیغام لاہور مورخہ ۲ جولائی ۱۹۱۸ء میں اخبار مذکور نے مجھ پر کئی ناپاک حملے کئے ہیں۔ چونکہ اندیشہ ہے کہ اخبار مذکور پڑھنے والا کوئی بھی بالشان کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو اس لئے اس اعتراض کا بجواب و بقوت ازالہ کرنیکی کوشش کرتا ہوں۔

اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ قرآن کریم تو فرماتا ہے یمحق اللہ الربوا - اللہ سود کو گھٹاتا ہے۔ اور گویا میں نے اس کے خلاف نعوذ باللہ اپنے اشتہار میں یہ لکھ کر ترغیب دی ہے کہ سود پر ہی قرضہ دیکر انہی لوگوں کو بڑھاؤ۔ حالانکہ وہ جانتا ہے۔ کہ میری طرف سے قبل ازیں اردو انگریزی زبانوں میں دو مستقل اشتہارات ایسے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں زبردست تحریک کی گئی ہے کہ ہر جگہ مسلمان بلا سود قرضہ جنگ میں شامل ہو کر اسلامی زندگی کا ثبوت دیں۔ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے اس کا ایک حصہ یہاں نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ معترض کی دیانتداری کا آپ کو علم ہو جائے۔ جو یہ ہے:-

"میری غرض اس وقت صرف اہل اسلام اور پابند شریعت اہل اسلام ہونے کا دعویٰ رکھنے والوں سے۔ یہ عرض کرنا ہے۔ کہ اگر وہ چاہیں اور ہمت کریں تو اسلام کو زندہ اسلام ثابت کرنے کا آج ایک زریں موقع ان کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ یہ ہے...... کہ وہ اگر بلاسود قرضہ میں بڑے زور سے شامل ہو کر یہ ثابت کر دیں۔ کہ اسلام ہمیشہ زندہ اسلام ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہیگا"

اس حوالہ کے پڑھ لینے کے بعد میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ "جھوٹ اور سچ میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہوگا" اشتہار متنازعہ فیہ جس پر اعتراض کیا گیا ہے ایک عام اشتہار ہے۔ جس کی مخاطب ہندوستان کی تیس کروڑ آبادی ہے اور جس میں کم از کم ۲۹ کروڑ وہ لوگ ہیں جو سود کے لین دین کو کسی نہ کسی طرح جائز اور شیر مادر سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ پھر یہ اشتہار مسئلہ سود کی بحث پر نہیں۔ بلکہ قرضہ جنگ کی تائید میں ہے۔ اور اسی مدعا کو ظاہر کرتا ہے جس کا اعلان گورنمنٹ نے ہزار ہا روپے کے خرچ سے بارہا فرمایا ہے۔ پھر اس میں خواہ مخواہ بلا ضرورت سود کی بحث لے بیٹھنا چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا شریعت اسلام کے بتائے ہوئے گورنمنٹ کے حقوق یہی ہیں کہ اگر ہم اس کی تائید اور امداد میں تو چار سطریں بھی نہ لکھیں اور بلاوجہ اور بلا ضرورت کام میں روک پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

ہنگامہ یورپ

غنیم کی پسپائی لندن ۲۔ اگست فرانسیسیوں نے موضع گسائیں کورٹ پر قبضہ کرلیا۔ جو وزیلی کے جنوب میں واقع ہے۔ کل اتحادیوں نے ۵ میل کے محاذ پر زیادہ سے زیادہ ۳ میل تک پیشقدمی کی اور دریائے اورک اور این کے درمیانی مرتفع طاس پر قبضہ کرلیا۔

ویسل کیطرف پیشقدمی جاری ہے لندن ۲۔ اگست شام فرانس کی سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ رات کو ہماری فوج نے دریائے ویسل کی طرف پیشقدمی جاری رکھی اور ساسان اور وینیرس کے مابین دریائے این تک پہنچگئی۔

ساسان اتحادی قابض ہیں لندن ۲۔ اگست پیرس کا نیم سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ فرانسیسی ساسان پر پوری طرح قابض ہیں۔ گرجا شیلوں سے چھلنی بن گیا ہے۔

امریکن سپاہ کا مال غنیمت لندن ۴۔ اگست ایک امریکن کمیونیک مظہرہ دیروزہ ناطق ہے کہ غنیم ویسلی کی لائن کے آگے منتشر کرکے بھگا دیا گیا ہے۔ ۱۸ جولائی کی لڑائیوں کے دوران میں ہم نے ۸۴۰۰ قیدی اور ۱۳۳ توپیں گرفتار کی ہیں۔

اتحادی سپاہ ویسلی پر بڑھ رہی ہے لندن ۴۔ اگست ایک فرانسیسی کمیونیک میں مرقوم ہے کہ ویسلی کی سمت ۵۰ کیلومیٹر کے محاذ پر ہماری سپاہ دشمن کا تعاقب کرتی ہوئی ویسلی کی جانب بڑھ رہی ہے۔ اپنے بائیں نہ و پر ہم دریائے این کے کنارے پر پہنچگئے ہیں۔ اور سواسوں سے فیمی تک ویسلی پر قابض ہیں۔ جس کے بیرونی حصوں پر امریکن قابض ہوگئے ہیں فیمی کے مشرق میں ہم کو ویسلی برانکور اور شامیگنی کی لائن پر پہنچ گئے ہیں۔ اکثر مقامات پر کل سے آجتک ہماری پیشقدمی دس کیلومیٹر تک پہنچگئی ہے۔ اب تک ہم نے پچاس مواضع صرف ایک روز میں تسخیر کئے۔

جرمنوں کی وحشیانہ حرکات لندن ۱۴ جولائی (سول و ملٹری گزٹ) ہی سرجی کے قریب ایک غیر مستقل معرکہ میں جرمنوں نے امریکن زخمیوں کو سنگینوں سے ہلاک کیا اور ایک گرجا گھر سے انہوں نے مجروحین پر کلدار توپوں کے ذریعہ آتشباری کی حالانکہ اس گرجا پر صلیب احمر کا نشان لگا ہوا تھا۔

برطانوی پیشقدمی لندن ۴۔ اگست ایک برطانوی کمیونیک میں مرقوم ہے۔ کہ ہمارے پٹرول ورنانکور اور ہیمل کے درمیان دریائے اینکر پر پہنچگئے اور یہاں وہ دشمن کی لائن کے متصل ہیں۔ دشمن کا توپخانہ کل شب کو بیچوں کے شمال میں پیرہ کے جنوب میں بہت ہی سرگرم رہا۔

میدان کارزار میں امریکہ کے ۱۳ لاکھ سپاہی واشنگٹن ۴۔ اگست جرنیل مارچ نے سینٹ کی فوجی کمیٹی کو اطلاع دی ہے کہ جولائی میں ۳۔ لاکھ امریکن سپاہی جہاز پر روانہ کئے گئے تھے۔ اور جولائی کے آخر تک کل تعداد ۱۳ لاکھ کی تھی۔ جرنیل پرشنگ اس وقت ۱۰ لاکھ آدمیوں کی براہ راست کمان کررہے ہیں۔

اخبار "حق" کی قبولیت کسی گذشتہ پرچہ میں ہم پنجاب پبلسٹی کمیٹی کیطرف سے شائع ہونے والے اخبار "حق" کا کسی قدر مفصل ذکر کر چکے ہیں۔ اس کے متعلق یہ معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ جیسا کہ چاہئے تھی پبلک نے اسکی نہایت قدردانی کی ہے۔ چنانچہ ۴۔ اگست کا پرچہ جو جنگ کی سالگرہ کی تقریب پر خاص اہتمام سے شائع ہوا ہے۔ ۲۰ ہزار کی تعداد میں چھاپا گیا تھا۔ اسکی صرف

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ... سے شائع ہوا